REGD No. L. 5254 127

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

روزنامہ — ربوہ — خطبہ نمبر ۳۰ — ۷ شوال ۱۳۷۶ھ — فی پرچہ ۱۰/

جلد ۴۶/۱۱ | ۸ ہجرت ۱۳۳۶ھش ۸ مئی ۱۹۵۷ء | نمبر ۱۰۹

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۷ رمئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

درد نقرس کی تکلیف ہے۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

روسی صدر مارشل ورشیلوف کے جاکرتہ پہنچنے پر انڈونیشی عوام کی طرف سے مظاہرہ

صورتِ حال کو قابو میں رکھنے کیلئے شہر میں فوجی پولیس متعین کر دی گئی

جاکرتہ ۷ رمئی۔ سوویٹ روس کے صدر مارشل ورشیلاف انڈونیشیا کے سرکاری دورے پر کل پیکنگ سے جاکرتہ پہنچ گئے۔ ایک خبر رساں ایجنسی کی اطلاع کے مطابق ان کے پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد کیمونسٹوں کے مخالف حلقوں کی طرف سے احتجاجی مظاہرے ہوئے جب مارشل ورشیلاف صدر سوئیکارنو کے ہمراہ صدر کے محل میں داخل ہوئے تو ایک ہزار افراد نے محل کے سامنے جمع ہو کر مارشل ورشیلاف کی تصویریں پھاڑ پھاڑ کر پھینکنی شروع کر دیں۔ مظاہرین ان کی آمد کے خلاف نعرے بھی لگا رہے تھے۔ مظاہرین کو منتشر کرنے کے لئے پولیس کو اشک آور گیس استعمال کرنی پڑی۔ کیونکہ مظاہرین نے پولیس پر پتھراؤ شروع کر دیا تھا۔ شہر میں ایسے مظاہروں کے امکان کو روکنے کے لئے فوجی پولیس اور فوج طلب کر لی گئی ہے۔ اس سے قبل مارشل ورشیلاف کے جاکرتہ پہنچنے کے متعلق رائٹر نے جو اطلاع دی تھی۔ اس میں بتایا گیا تھا کہ مارشل ورشیلاف بذریعہ ہوائی جہاز پیکنگ سے جاکرتہ پہنچے۔ تو انڈونیشی صدر سوئیکارنو نے جو گزشتہ سال روس کے سرکاری دورے پر گئے تھے۔ ہوائی اڈہ پر ان کا استقبال کیا۔ وزراء کابینہ اعلےٰ سول و فوجی حکام اور سفارتی نمائندوں کے علاوہ انڈونیشی عوام بھی بھاری تعداد میں وہاں پہنچے ہوئے تھے۔ جنہوں نے ہاتھوں میں انڈونیشیا اور روس کے جھنڈے اٹھائے ہوئے تھے۔ انہوں نے جھنڈے ہلا ہلا کر روسی صدر کو خوش آمدید کہا۔ بعد میں وہ سوئیکارنو کے ہمراہ موٹر کار میں صدر کے محل پہنچے۔ بعد کی اطلاع کے مطابق مظاہرہ ان کے محل میں داخل ہونے کے بعد ہوا۔ مارشل ورشیلاف کا دورہ دو ہفتہ تک جاری رہے گا جس کے بعد وہ پیکنگ واپس جا کر چین کا دورہ جاری رکھیں گے۔

جنوب مشرقی ایشیا کے دفاعی سمجھوتے سے جارحیت کا خطرہ کم ہو گیا ہے

کشمیر کے متعلق بھارت سے براہِ راست بات چیت ممکن نہیں ہے (مسٹر سہروردی)

سنگاپور ۷ رمئی۔ وزیر اعظم پاکستان مسٹر سہروردی نے کل سنگاپور پہنچکر کہا جب تک کشمیر کا مسئلہ حفاظتی کونسل میں پیش ہے۔ اس تنازعہ کے سلسلہ میں پاکستان اور بھارت میں براہ راست بات چیت کا کوئی امکان نہیں۔

وزیر اعظم سہروردی نے اخباری نمائندوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا۔ پاکستان نے متعدد بار بھارت سے براہ راست بات چیت کی۔ لیکن بھارت کی ہٹ دھرمی نے ہر بار پاکستان کی کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ اب یہ مسئلہ حفاظتی کونسل میں زیر غور ہے۔ اور ہم راستہ بدلنے کی خواہش نہیں رکھتے۔

مسٹر سہروردی نے کہا یارنگ رپورٹ نے میرے ان نظریات کی تصدیق کر دی ہے۔ کہ بھارت تصفیہ کشمیر کی کوئی تجویز قبول نہیں کرے گا۔

سیٹو کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مسٹر سہروردی نے اپنی اس رائے کا اعادہ کیا۔ کہ سیٹو سے اس علاقہ میں استحکام امن میں مدد ملی ہے۔ اور جارحیت کا خطرہ کم ہو گیا ہے۔

ضروری اعلان

— از مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب —

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز بوجہ بیماری ٹیلیفون پر دور کی آواز نہیں سن سکتے۔ لاہور تک کی آواز تو آجاتی ہے مگر اس سے دور کی آواز سننی مشکل ہو جاتی ہے۔ اس لئے احباب کو ذاتی فون بھی حضور کے نام نہیں کرنا چاہیئے آج ایک صاحب لنڈن سے ٹیلیفون کرنے کی کوشش کرتے رہے مگر شور اس قدر تھا کہ حضور کچھ نہ سن سکے لہذا احباب حضور کے نام پرسنل کال نہ کیا کریں۔

درخواست دعا۔ مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب کے بڑے بیٹے رفیق احمد صاحب کو اپنڈے سائٹس کے اپریشن کے سلسلہ میں پچھلے دنوں لنڈن کے ایک ہسپتال میں داخل کیا گیا تھا احباب شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔

محترم مرزا مولا بخش صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

محترم جناب مرزا مولا بخش صاحب (متصل منزل فیض باغ لاہور) مورخہ … کو مختصر سی علالت کے بعد ۷ بجے شام ۶۸ سال کی عمر میں وفات پاگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام میں شمولیت کا شرف حاصل تھا۔ ۱۹۰۲ء میں حضور علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے (باقی ص پر)

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۸ مئی ۱۹۵۷ء

مودودی صاحب کی نفسیاتی الجھن

مودودی صاحب نے روزنامہ تسنیم کی اشاعت یکم مئی ۱۹۵۷ء میں ایک طول طویل مضمون مخلوط انتخاب کی مخالفت میں شائع کیا ہے۔ اگرچہ یہ تمام کا تمام مضمون مودودی صاحب کی خاص الخاص غیر معقول معقولیت کے عجائبات کا مرقع ہے۔ لیکن ہم اس وقت مخلوط اور جداگانہ انتخابات کے متعلق کچھ لکھنے کے لئے قلم نہیں اٹھا رہے۔ حالانکہ مخلوط انتخاب کی وجہ سے جو سب سے بڑا فائدہ ملک و قوم کو ہوا ہے وہ یہی ہے کہ ان لوگوں کی شمشیر کفر بازی ہمیشہ کے لئے کند ہو گئی ہے کیونکہ اب اختلاف عقائد کو سیاست کا کھلونا بنا کر مذہب کو اضحوکہ نہ بنایا جا سکے گا۔ آج ہم صرف ان باتوں کا جائزہ لینا چاہتے ہیں۔ جو احمدیت یا مودودی صاحب کی زبان میں "قادیانی مسئلہ" کے متعلق آپ نے مضمون میں زیب قرطاس فرمائی ہیں۔ ذیل میں ہم مضمون کا وہ حصہ پورا کا پورا درج کر دیتے ہیں۔ جو احمدیت کے متعلق ہے۔ تاکہ ہمارے وہ دوست بھی جو سمجھ رہے ہیں کہ مودودی صاحب احمدیت کے تعلق میں راہ راست پر آ گئے ہیں معلوم کریں کہ ایسا نہیں ہوا۔ یہ حصہ نقل کرنے سے پہلے ہم آپ کے اس مضمون کے پہلے چند فقرے بھی نقل کر دینا چاہتے ہیں۔ تاکہ یہ امر بھی واضح ہو جائے کہ مودودی صاحب کی دماغی الجھنیں کہاں تک پہنچی ہوئی ہیں۔ آپ شروع میں ہی نہایت جمہورانہ شان سے فرماتے ہیں۔

"جمہوریت کے مسلم تقاضوں میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی چیز آپ کے نزدیک چاہے کتنی ہی صحیح و برحق ہو۔ بہرحال آپ اسے لوگوں پر زبردستی مسلط نہ کریں۔ بلکہ پہلے لوگوں کو اس کے حق میں ہونے کا قائل کریں۔ پھر ان کی رضامندی سے اسے نافذ کریں"۔

اب اگر آپ خود بھی ان الفاظ کے تقاضوں کو محسوس کر سکتے۔ تو اول تو آپ اتنا طول طویل مضمون ہی نہ لکھتے۔ ورنہ کم سے کم احمدیت کے تعلق میں تو وہ کچھ ہرگز نہ لکھتے جو انہوں نے لکھا ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ مودودی صاحب نے اپنے نہایت غیر معقول اور اشتعال انگیز کتابچہ میں خود تسلیم کیا ہے۔ کہ

"تعلیم یافتہ لوگوں کی ایک کثیر تعداد ابھی تک اس کی صحت و معقولیت کی قائل نہیں ہو سکی ہے۔ اور پنجاب و بہاولپور کے ماسوا دوسرے علاقوں خصوصاً بنگال میں ابھی عوام الناس بھی پوری طرح اس کا وزن محسوس نہیں کر رہے ہیں"۔

(قادیانی مسئلہ ص۵)

آپ کے ان دو بیانوں کے بعد قارئین کرام مودودی صاحب کے مضمون کا وہ حصہ ملاحظہ فرمائیں۔ جو آپ نے اپنے مضمون میں جماعت احمدیہ کے تعلق میں لکھا ہے اور جو حسب ذیل ہے۔

"مسٹر سہروردی صاحب کی وکالت کا آخری شاہکار یہ ہے۔ کہ انہوں نے قادیانی مسئلے کو بھی ان وجوہ میں شمار کر ڈالا ہے۔ جن کی بنا پر ان کے نزدیک پاکستان میں مخلوط انتخاب ہی رائج ہونا چاہیئے۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ جداگانہ انتخاب کی صورت میں ایک فہرست رائے دہندگان مسلمانوں کے لئے اور دوسری غیر مسلموں کے لئے بنانی ہوگی۔ اس میں ہمیں اس پریشان کن مسئلے سے سابقہ پیش آئے گا کہ مسلمان کون ہے کون نہیں۔ اس سلسلے میں وہ مخالفین اسلام کی بائیبل یعنی منیر رپورٹ سے یہ بات پیش کرتے ہیں۔ کہ مسلمان کی تعریف کرنے میں علماء کے درمیان کیسا سخت اختلاف پڑا ہے۔ اور اس بنا پر یہ طے کرنا کتنا مشکل کام ہے۔ کہ کسے مسلمان قرار دیا جائے۔ اور کسے نہ قرار دیا جائے۔ اب اگر قادیانیوں کو مسلمانوں میں شمار کر دیا جائے۔ تو مسلمان پھر پہلے کی طرح لڑنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ اور اگر انہیں غیر مسلموں میں شامل کیا جائے۔ تو وہ برا مانیں گے۔ پھر یہ طے کرنا بھی مشکل ہو گا کہ لاہوری لوگوں کو کن میں شمار کیا جائے۔ لہذا اس جھگڑے سے پیچھا چھڑانے کی بہترین صورت یہ ہے کہ جداگانہ انتخاب کا طریق ہی ختم کرو۔ اور مسلم و غیر مسلم سب کا ایک حلقہ انتخاب بنا دو۔

ممکن ہے کہ چال بازی کے نقطہ نظر سے اس کو ایک بڑی اچھی چال قرار دیا جائے کیونکہ قادیانی مسئلے کا ہوا دکھا کر مغربی پاکستان کے نا اہل اور بزدل سیاست کاروں کو مخلوط انتخاب پر آمادہ کرنے کی کوشش کرنا کوئی معمولی شاطرانہ چال تو نہیں ہے۔ لیکن ایک سیاسی مدبر کے لئے جسے اس کے ملک میں وزیر اعظم کا مقام دیا گیا ہو۔ اس سے زیادہ شرم کے لائق کوئی بات نہیں ہے۔ کہ وہ اپنی ہی قوم کے ساتھ چال بازیاں کرے۔ اور اپنے ملک کے حقیقی مسائل کا سامنا کرنے اور ان کو حل کرنے کی بجائے ان سے بچکر خود بھی بھاگنے کی کوشش کرے۔ اور دوسروں کو بھی اسی فرار کی تعلیم دے۔ قادیانی مسئلے سے جان چھڑانے کا جو نسخہ سہروردی صاحب نے تجویز کیا ہے وہ شتر مرغ کے ایک نسخے سے ملتا جلتا ہے کہ شکاری سے بچنے کیلئے سر چھپاتا ہے۔ سوال یہ ہے۔ کہ اگر آج آپ نے مسلم و غیر مسلم کے حلقہ ہائے انتخاب مشترک کر کے اپنی جان اس مسئلہ سے چھڑا لی تو کیا یہ مسئلہ ختم ہو گیا۔ کیا وہ تلخیاں مٹ گئیں جو مسلم معاشرے میں قادیانی سرطان کی موجودگی اور اس کی روز بروز اپنی جڑیں پھیلاتے جانے سے ہر آن پیدا ہو رہی ہیں۔ کیا وہ تمام اسباب رفع ہو گئے۔ جو پچھلے پچاس سال میں پے درپے مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان بدمزگی پیدا کرتے رہے ہیں۔ اور بالآخر ۱۹۵۳ء کے ہولناک حالات تک منتج ہوئے۔ اگر معاشرے میں یہ سب کچھ جوں کا توں موجود ہے۔ اور یاد رکھیئے کہ یہ معاشرہ انگریز کی طرح آپ کے لئے کوئی اجنبی معاشرہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ آپ کا اپنا ہی معاشرہ ہے۔ تو بتائیے عقلمندی یہ تھی۔ کہ آپ اس قضیے کو نمٹا دینے کے لئے وہ آسان ترین آئینی شکل اختیار کر لیتے جو جداگانہ انتخاب کی صورت میں تجویز کی گئی تھی۔ یا یہ کہ آپ نے مخلوط انتخاب کی راہ فرار اختیار کر کے اسے علی حالہ رہنے دیا۔ تاکہ وہ ایک لاوے کی طرح اندر ہی اندر پک کر پھر کبھی آتش فشاں کی طرح پھوٹ نکلے؟

یہ کہنا کہ جداگانہ انتخاب کی صورت میں مسلم اور غیر مسلم کے فرق کا کوئی بڑا پیچیدہ اور لاینحل سوال پیدا ہو جائے گا محض ایک لغو بات ہے۔ سالہا سال سے اس ملک میں جداگانہ انتخاب رائج رہا ہے۔ اور مسلم و غیر مسلم کی الگ الگ فہرستیں بنتی رہی ہیں۔ آخر یہ لاینحل مسئلہ کس روز کہاں پیش آیا تھا۔

بات صرف اتنی تھی کہ مسلمانوں کا مطالبہ گورے انگریزوں کے زمانے میں بھی یہ تھا اور کالے انگریزوں کے زمانے میں بھی یہ ہے۔ کہ قادیانیوں کی فہرست ان کی فہرست سے الگ کر دی جائے۔ اور مسلم حلقہ ہائے انتخاب سے ان کا کوئی واسطہ نہ رہے۔

اس مطالبے کی سیدھی اور صاف بنیاد جس میں کوئی پیچیدگی کبھی نہیں تھی یہ ہے قادیانیوں کے نزدیک تمام مسلمان کافر ہیں اور تمام مسلمانوں کے نزدیک قادیانی کافر ہیں۔ اس لئے قدرتی طور پر دونوں کو الگ ہونا ہی چاہیئے۔ یہاں مسلم اور غیر مسلم کی تعریف کا کوئی پیچیدہ سوال پیدا ہی کب ہوتا ہے۔ کہ اس سے کسی کو دردِ سر لاحق ہو؟ رہے لاہوری تو قطع نظر اس سے کہ ان کے اور مسلمانوں کے درمیان باہمی تکفیر کی دیوار حائل ہے یا نہیں ان کا فطری مقام قادیانیوں ہی کے ساتھ ہے۔ کیونکہ دونوں ایک باپ کی اولاد ہیں۔ اور مسلمانوں کے مقابلے میں دونوں کی ہمدردیاں ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ رہی ہیں۔

میں یہاں اس بحث کو قصداً نظر انداز کرتا ہوں۔ کہ علماء کے درمیان مسلم کی

(باقی دیکھیں ص۳ پر)

خطبہ عید الفطر

ہماری سچی اور حقیقی عید وہی ہو سکتی ہے جس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہوں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عید یہی ہے کہ دنیا میں قرآن مجید کی اشاعت ہو اور اسلام کو فتح نصیب ہو

دعاؤں میں لگے رہو اور اپنی اولادوں کی ایسی اصلاح کرو کہ وہ قیامت تک اسلام کا جھنڈا بلند رکھیں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲ مئی ۵۷ء بمقام ربوہ

یہ خطبہ صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے — خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل (انچارج شعبہ زود نویسی)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

مجھے آج پھر معذرت کرنی پڑتی ہے کہ میں کوئی

لمبا خطبہ نہیں پڑھ سکتا

بلکہ لمبا خطبہ پڑھنا تو الگ رہا میں چھوٹا خطبہ پڑھنے سے بھی معذور ہوں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ رمضان کے ایام میں میرے منہ میں تکلیف ہو گئی۔ اور مسوڑھوں میں ایک جگہ پیپ پڑ گئی جس کو ڈاکٹر عبد الحق صاحب نے لاہور سے آکر نکالا۔ اور اس کی وجہ سے قریباً سارا رمضان دانت استعمال نہیں ہو سکے۔ اگر خالی مسوڑھے ہوں اور دانت نہ ہوں۔ تب بھی ایک حد تک غذا چبائی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر کچھ دانت ہوں۔ اور دانت دانت پر لگ رہے ہوں۔ تو جہاں دانت نہیں ہوتے وہاں خلا بن جاتا ہے جس کی وجہ سے غذا اچھی طرح چبائی نہیں جا سکتی حضرت اماں جان ۸۰ سال کی عمر میں بھی مسوڑھوں سے غذا چبا لیا کرتی تھیں۔ حالانکہ ان کے سارے دانت گر گئے تھے۔ پس ایک تو

مسوڑھوں کی تکلیف

کی وجہ سے غذا بغیر ہضم کے معدہ میں جاتی رہی جس کی وجہ سے اسہال کی تکلیف ہو گئی اور اس سے طبیعت میں ضعف پیدا ہوا۔ پھر دانت کی تکلیف کی وجہ سے ضعف ہوا۔ اس کے علاوہ طبیعت کی کمزوری کی ایک اور وجہ بھی ہوئی۔ اور وہ یہ ہے کہ ۵۵ء میں رمضان کے قریب ہی مجھ پر فالج کا حملہ ہوا تھا۔ ہم کراچی میں تھے کہ رمضان شروع ہوا۔ جس کی وجہ سے اس سال

تلاوت قرآن

نہ ہو سکی۔ پھر ۵۶ء آیا۔ تو اس سال بھی رمضان کے مہینہ میں فالج کا اثر ابھی باقی تھا۔ جس کی وجہ سے تلاوت نہ ہو سکی۔ اس دفعہ میں نے تلاوت پر زور دیا۔ تا کہ پچھلی کسر نکل سکے۔ اس کی وجہ سے بھی ضعف ہوا فالج کا اثر جو کچھ باقی ہے وہ آنکھوں پر محسوس ہوتا ہے۔ چنانچہ آنکھیں بڑی جلدی کام کرنے سے تھک جاتی ہیں۔ سامنے آدمی بیٹھا ہوا ہوتا ہے مگر وہ ذرا اِدھر اُدھر ہو جائے تو مجھے پتہ نہیں لگتا کہ وہ کہاں گیا ہے۔ اور میں اسے پہچان نہیں سکتا۔ پھر اس کا اثر جلدی ہی حافظہ پر بھی پڑتا ہے اور میں تھوڑی ہی دیر میں بھول جاتا ہوں کہ مجھے کون ملا تھا۔ بہرحال تلاوت کی وجہ سے بیماری کی تکلیف اور بھی بڑھ گئی۔ اور حافظہ کی کمزوری جس میں کافی کمی آگئی تھی پھر زیادہ ہو گئی۔ پچھلے سال ۵۶ء میں مجھے لمبا آرام مل گیا تھا۔ اس کی وجہ سے کمزوری کسی حد تک دور ہو گئی تھی اور حافظہ میں چستی پیدا ہو گئی تھی ۵۵ء میں یہ تکلیف بہت زیادہ تھی جو سال کے آخر تک بلکہ ۵۶ء کے شروع تک رہی اس کے بعد مری ایبٹ آباد اور جابہ میں کچھ آرام ملا۔ تو اس میں کمی آنی شروع ہو گئی۔ بلکہ قریباً اس کی اصلاح ہی ہو گئی۔ لیکن اس دفعہ پھر بیماریوں کے مجموعہ کی وجہ سے خرابی زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ اسلئے میں لمبی دیر تک بول نہیں سکتا۔

میں دوستوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ

ہماری عید در اصل وہی ہو سکتی ہے

جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عید ہو اگر ہم تو عید منائیں۔ لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عید نہ منائیں۔ تو ہماری عید قطعاً عید نہیں کہلا سکتی۔ بلکہ وہ ماتم ہو گا جیسے کسی گھر میں کوئی لاش پڑی ہو۔ ان کا کوئی بڑا آدمی فوت ہو گیا ہو۔ تو لاکھ عید کا چاند نکلے۔ ان کے لئے عید کا دن ماتم کا ہی دن ہو گا۔ اسی طرح ایک مسلمان کے لئے چاہیے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ۱۳۰۰ سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اگر اس کی عید میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شامل نہیں اور اگر وہ اس ظاہری عید پر مطمئن ہو جاتا ہے۔ تو اس کی عید کسی کام کی نہیں۔ بے شک اس دن ہمیں خدا تعالےٰ نے خوش ہونے کا حکم دیا ہے اور ہم خوشی منانے پر مجبور ہوتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ہمارے دلوں کو چاہیئے کہ وہ روتے رہیں کہ ابھی

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی عید

نہیں آئی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی عید سویاں کھانے سے نہیں آتی نہ شیر خرما کھانے سے آتی ہے بلکہ ان کی عید قرآن اور اسلام کے پھیلنے سے آتی ہے۔ اگر قرآن اور اسلام پھیل جائیں۔ تو ہماری عید میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہو جائیں گے اور آپ خوش ہوں گے کہ اگرچہ مجھے فوت ہوئے ۱۳۰۰ سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ لیکن جس مشن کو لیکر میں دنیا میں آیا تھا۔ ابھی تک میری اُمت نے اسے قائم رکھا ہوا ہے۔

پس کوشش یہی کرو

کہ اسلام کی اشاعت ہو۔ قرآن کی اشاعت ہو تاکہ ہماری عید میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہوں۔ اگر آج کی عید محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی عید ہے تو پھر یہ سب مسلمانوں کی عید ہے لیکن اگر آج کی عید میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شامل نہیں تو پھر آج سب مسلمانوں کیلئے عید نہیں۔ بلکہ ان کے لئے ماتم کا دن [illegible]

پس اس نکتہ کو یاد رکھو

بے شک ایک حد تک ہماری جماعت کو تبلیغ اسلام کا موقع ملا ہے۔ مگر ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ چیز ہمارے اندر اس قدر گھر کر گئی ہے کہ ہماری اولادوں میں بھی سینکڑوں سال تک چلی جائے گی۔ ابھی ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ بعض لوگوں کی اولادوں میں اگرچہ ان پر سینکڑوں سال نہیں گزرے۔ ابھی سے اپنے باپ دادوں والا اخلاص نہیں پایا جاتا۔ حالانکہ ہماری اصل عید تبھی ہو سکتی ہے۔ جب قیامت تک محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا اونچا رکھے

اگر ہمیں یہ نظر نہ آئے۔ اور ہماری اولادوں میں اتنا جوش نہ ہو۔ کہ ہمارے مرنے کے بعد بھی وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام اور اسلام کی تعلیم کو دنیا میں پھیلاتی رہیں گی۔ تو پھر ہمیں ڈرتے ہی رہنا چاہیئے۔ کہ اس وقت اگر عارضی طور پر ہمارے لئے عید ہے تو تھوڑے ہی عرصہ کے بعد کہیں خدانخواستہ ہمارے لئے ماتم نہ ہو جائے۔

پس میں دوستوں کو

نصیحت کرتا ہوں

کہ وہ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ایسی اصلاح کریں۔ کہ ان کو یقین ہو جائے کہ وہ قیامت تک اسلام کا جھنڈا کھڑا رکھیں گے۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو دنیا میں پھیلائیں گے۔ تاکہ ہماری زندگی ہی عید والی نہ ہو۔ بلکہ

ہماری موت بھی عید والی ہو

کسی شاعر نے کہا ہے کہ اے انسان جب تو دنیا میں پیدا ہوا تھا۔ تو اس وقت تو رو رہا تھا۔ اور لوگ ہنس رہے تھے۔ درحقیقت بچہ کا سانس رکا ہوا ہوتا ہے۔ جب وہ پیدا ہوتا ہے۔ تو پہلی دفعہ اس کے پھیپھڑوں میں ہوا جاتی ہے۔ اس وجہ سے بچہ پیدائش کے بعد ضرور چیخ مارتا ہے۔ پس وہ کہتا ہے۔ کہ جب تو پیدا ہوا تھا تو اس وقت تو رو رہا تھا اور لوگ ہنس رہے تھے۔ کہ ہمارے گھر میں بچہ پیدا ہو گیا ہے۔ اب تجھے چاہیئے کہ تو ایسے

نیک اعمال

کر اور دنیا کے ساتھ ایسا نیک سلوک اور معاملہ کر کہ جب تو مرے تو تو ہنس رہا ہو۔ اور لوگ رو رہے ہوں۔ تو اس لئے ہنس رہا ہو۔ کہ اب میری خدمات اور نیک اعمال کا نتیجہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ملے گا۔ اور لوگ رو رہے ہوں۔ کہ ایسا اچھا آدمی ہم سے جدا ہو گیا ہے۔ تو ہم اگر اپنی

اولادوں کو اسلام پر قائم

کر جائیں۔ اور ہمیں یقین ہو۔ کہ وہ اس کا جھنڈا کھڑا رکھیں گی۔ تو یقیناً ہماری موتیں ایسی حالت میں ہوں گی۔ کہ ہم ہنس رہے ہوں گے۔ اور لوگ رو رہے ہوں گے۔ اور یہی وہ موت ہے جس کی ایک مومن کو تمنا ہونی چاہیئے۔ مرنا تو ہر ایک نے ہے۔ مگر ایسی موت کہ انسان کو خدا تعالےٰ کے فرشتے خوشخبری دے دیں۔ کہ تو خدا تعالےٰ کی گود میں جائے گا۔ اور فرشتے تیرے محافظ ہوں گے۔ اور تیری اولاد تیرے بعد اسلام کا جھنڈا کھڑا رکھے گی موت نہیں ہوتی۔ بلکہ خوشی کی گھڑی ہوتی ہے۔

پس

ایسا رویہ اختیار کرو

کہ اللہ تعالےٰ تمہارے لئے اور تمہاری اولادوں کے لئے ہمیشہ ہمیش کے لئے عید بنا دے۔ اولادوں کی بات تو بہت دور کی ہے۔ ہم تو چاہتے ہیں۔ کہ یہ سال ختم بھی نہ ہونے پائے۔ اور ہمارے لئے سچی عید آ جائے۔ کیونکہ آج سے ۵۰-۶۰ سال کے بعد عید دیکھنا بوڑھوں کو کب نصیب ہوگا۔ یوں تو جوان آدمی کے لئے بھی ایک دن زندہ رہنے کی امید نہیں ہوتی۔ لیکن بہرحال اس کی عمر کو دیکھ کر خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ وہ اتنا عرصہ زندہ رہ سکے گا۔ مگر بوڑھا آدمی تو پانچ دس سال زندہ رہنے کی بھی امید نہیں کر سکتا۔

پس ہمیں تو چاہیئے کہ دعائیں کریں کہ

خدا ہمیں ایسی عید نصیب کرے

کہ ابھی یہ دن بھی ختم نہ ہو۔ کہ ہمارے لئے سچی عید آ جائے۔ اور اسلام کی فتح کی خبریں ہمیں چاروں طرف سے آنے لگ جائیں پس تم دعاؤں میں لگے رہو۔ تا وہ عید جو

سچی اور حقیقی عید

ہے ہمارے قریب آ جائے۔ اب کی دفعہ خدا تعالےٰ نے دو عیدوں کو جمع کر دیا ہے۔ آج بھی عید ہے اور کل جمعہ ہے جو مسلمانوں کے لئے عید کا دن ہے۔ گویا دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں۔ خدا تعالےٰ ان دو ظاہری عیدوں کے ساتھ باطنی عید بھی ملا دے تو اس کے فضل سے یہ کوئی بعید بات نہیں

مودودی صاحب کی نفسیاتی الجھن (بقیہ صفحہ ۲)

تعریف میں اختلاف کا جو افسانہ منیر رپورٹ نے دنیا بھر میں پھیلایا ہے اس کی حقیقت کیا ہے۔ اور خود منیر رپورٹ عقلی حیثیت سے کس پائے کی ہے یہ کام منیر رپورٹ پر اسلامی جماعت کے تبصرے میں بڑی خوبی کے ساتھ کیا جا چکا ہے۔ اس لئے یہاں اسے دہرانے کی ضرورت نہیں ہے"۔

(روزنامہ تسنیم لاہور یکم مئی ۱۹۵۷ء)

ان تینوں اقتباسات کو زیر نظر رکھ کر الفضل کے قارئین کرام مودودی صاحب کی نفسیاتی الجھنوں اور ذہنی پریشانیوں کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں

پہلے اقتباس میں تو آپ فرماتے ہیں کہ جمہوریت کا تقاضہ ہے پہلے غالب رائے عامہ پیدا کی جائے۔ دوسرے میں آپ فرماتے ہیں کہ احمدیوں کے خلاف صرف پنجاب اور بہاولپور کا جاہل طبقہ مخالفانہ احساس رکھتا ہے۔ اور تیسرے میں ان دونوں باتوں کی خود ہی تردید کر دیتے ہیں۔

احمدیوں کے خلاف جو جاہل طبقہ مودودی صاحب کے قول کے مطابق کوئی احساس رکھتا ہے۔ اس کی حقیقت فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت نے اچھی طرح واضح کر دی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ چند علماء کہلانے والوں کا ایک طبقہ جو خود ہی اپنے فرقہ کا نمائندہ بن بیٹھا ہوا ہے۔ نہایت منظم طور پر شہر بہ شہر اور قریہ بہ قریہ جلسے اور جلوسوں کے ذریعہ ایسے لوگوں کو جن کو علم دین سے قطعاً کوئی واسطہ نہیں ہے۔ شرانگیز تقریروں سے احمدیوں کے خلاف اشتعال دلاتا رہا ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ اس چیز کو کسی بھی مہذب زبان میں رائے عامہ کا نام نہیں دیا جا سکتا چہ جائیکہ اسکو غالب رائے عامہ کہا جا سکے

البتہ ان شرانگیزیوں کا یہ نتیجہ ضرور ہو سکتا ہے کہ پاکستان جیسے کم تعلیم یافتہ اور پسماندہ ملک میں غنڈہ گردی کو سطح پر لا کر ملک کو کچھ عرصوں کے لئے فسادی لاوے کا جہنم زار بنا دیا جائے۔

مودودی صاحب کی نفسیاتی الجھن اس سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔ کہ آپ یہ تو شروع ہی سے جانتے تھے۔ کہ شورش کی یہ تحریک ناکام ہوگی۔ اور ایسی ناکام ہوگی۔ کہ پھر اس کا نام لیتے ہی کپکپی آ جایا کرے گی۔ لیکن اس علم کے باوجود آپ کی قوت فیصلہ اتنی کمزور ہے۔ کہ آپ اپنے آپ کو اس مفسدانہ تحریک سے آخر تک علیحدہ نہ کر سکے۔ مگر جب دیکھا کہ شرارت کا یہ خود ساختہ پہاڑ خود ان پر بھی گر کر پیس دینے والا ہے۔ تو نہایت بھونڈے طریق سے بعد از وقت اپنی علیحدگی کا ڈھنڈورہ پیٹنا شروع کر دیا۔ جس کی دونوں رائے عامہ اور رائے منصفانہ نے وہی قدر و قیمت لگائی۔ جو ابن الوقتی کی لگائی جا سکتی ہے

ضعف کردار کے اس پس منظر کے ساتھ جو تحریری دستاویزات سے ثابت شدہ ہے۔ مودودی صاحب مسٹر سہروردی یا دیگر سیاسی لیڈروں پر ابن الوقتی کا الزام لگانا ایسا ہی ہے جیسا کہ حافظ شیراز نے فرمایا ہے ؎

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

آپ کے غیر معقول معقول استدلال کی قلعی انشاء اللہ آئندہ کھولی جائے گی۔

میڈیکل سٹوڈنٹس کے لئے دعا کی درخواست

میرے لڑکے عزیزم صلاح الدین شمس، سٹوڈنٹ تھرڈ ایر میڈیکل کالج لاہور کا امتحان ۸ مئی سے شروع ہو رہا ہے۔ اسی طرح اس کے ہم جماعت عزیزم مرزا محمد امین صاحب ابن مرزا معظم بیگ صاحب اور عزیزم عبد الغفور صاحب اور نشتر میڈیکل کالج ملتان سے مکرم ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب کوئٹہ کے صاحبزادے عزیزم محمد نعیم صاحب اور ان کے علاوہ دیگر احمدی طلباء امتحان میں شریک ہو رہے ہیں۔ احباب سب کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

(جلال الدین شمس ربوہ)

129

منکرین خلافت کے اکابرین اور پیغام صلح پر چھپے ہوئے مضامین کے سنگین الزامات

"دجل" "فریب کاری" اور دھاندلی سے کام لیا گیا اور "پیغام صلح" جھوٹ کی اشاعت کا ایک ذریعہ بن گیا ہے (پیغام صلح)

از مکرم ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم بی۔اے۔ ایل ایل۔بی ایڈووکیٹ گجرات

(۲)

مولانا محمد یعقوب خانصاحب انچارج ووکنگ مشن کی نسبت

(۱) "فن کذب بیانی: اس زمانہ میں جہاں علوم و فنون نے بہت ترقی کی ہے وہاں کذب بیانی کے علم نے بھی بطور آرٹ کے کافی ترقی کی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اسلام سے پہلے زمانے کے لحاظ سے قریب ترین مذہب عیسائیت تھا۔ اس کے متعلق قرآن کا یہ فیصلہ ہے "ان یقولون الا کذبا" ۔ ۔ ۔ مگر زمانہ حال کے لوگوں نے جھوٹ بولنے کو ایک خوبصورت آرٹ بنا دیا ہے۔ اور اس میں بظاہر معقولیت کا رنگ بھی بھر دیا ہے۔ اس آرٹ کے امام ہمارے فضلاء یورپ اور ہمارے مستشرقین ان کے پیرو ہیں۔

(مولانا محمد یعقوب خانصاحب کے خیالات پر ایک نظر ص۲)

(۲) "میرا فیصلہ یہ ایک حقیقت مسلمہ ہے کہ اس وقت جماعت (پیغام پارٹی۔ خادم) دو گروہوں میں تقسیم ہو گئی ہے۔ ۔ ۔ دونوں دونوں فریقوں کے اختلافات کو مٹانے کی نہایت اخلاص اور محنت سے آخری ناکام کوشش کے بعد میں نے یہ فیصلہ کیا کہ ۔ ۔ ۔ ۔ میں اپنے ان چند رفقاء کار کے ساتھ خود کو منسلک کرتا ہوں۔ جن کو میں اس تنازعہ میں حق پر سمجھتا ہوں۔ میرے خیال میں خانصاحب (مولوی یعقوب خانصاحب و مولوی صدر دین صاحب۔ خادم) کی پارٹی کی تنظیم تقویٰ پر مبنی نہیں۔ اور ان کی خشت اول ہی کج ہے۔ اسلئے تمام عمارت ٹیڑھی ہے اور کبھی قائم نہیں رہ سکے گی۔

(ایضاً ص۳)

(۳) "چونکہ جماعت میں دن بدن غلط فہمیاں پھیلائی جا رہی ہیں۔ اور بہت زور سے غلط پراپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ اور کذب بیانی کے آرٹ کو خوب فروغ دیا جا رہا ہے۔ اسلئے میں ضروری سمجھتا ہوں۔ وقتاً فوقتاً اپنے فریق کے نقطہ نگاہ کو جماعتوں تک پہنچاؤں۔

(ایضاً ص۴)

(۴) "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خانصاحب (محمد یعقوب خان۔ خادم) کے گروہ نے تقسیم کار کے اصول پر عمل پیرا ہونا شروع کر دیا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خانصاحب نے اپنے ذمے یہ کام لیا ہے۔ کہ وہ اخبار کے صفحات پر زمانہ حال کے باریک پروپیگنڈے کے آرٹ کا مظاہرہ کرتے رہیں گے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ میں زور قلم سے جھوٹ کو سچ بنا سکتا ہوں۔ مولانا نے اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۵۶ء میں "نئی جنرل کونسل اور نئے انتخابات" کے عنوان سے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ افسوس کہ پیغام صلح جو ہماری قوم کی طرف سے حق و صداقت کا ایک منادی تھا جھوٹ کی اشاعت کا ذریعہ بن گیا ہے"۔ (ایضاً ص۴ و ۵)

(۵) "میں سمجھتا ہوں کہ ہر ذہین اور ہوشمند اور متوسط درجہ کی عقل کا مالک انسان ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خانصاحب کا جواب دیکھ کر صرف اسی ایک ہی نتیجہ پر پہنچے گا کہ خانصاحب چوہدری صاحب کے بیان کردہ کسی اعتراض کا جواب نہیں دے سکے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ بعض سادہ دل انسان خانصاحب کی منطق اور زمانہ حاضرہ کی روشنی سے ناسمجھے ہوئے فن تحریر سے دھوکہ کھا جائیں"۔

(ایضاً ص۵)

(۶) میرا خیال ہے کہ خود یعقوب خان صاحب کو بھی اس کا بخوبی علم ہے۔ مگر موجودہ زمانے کے پروپیگنڈے کے فن کا تقاضا ہے کہ وہ اپنے ماہر کو مجبور کرتا ہے کہ وہ لوگوں کو اس کا دلپذیر نظارہ دکھائے"۔ (ایضاً ص۶)

(۷) خانصاحب کو غالباً یاد نہیں ہے اور اگر یاد ہے۔ تو وہ اپنے محبوب فن کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(ایضاً ص۶)

(۸) "جس شخص نے ۲۲ دسمبر ۱۹۵۵ء (خادم) کی رات کے جلسے کو دیکھا ہے وہ یقیناً یہ کہہ اٹھے گا۔ کہ خانصاحب کے فریق نے اس دن بڑی تہذیب کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اسلامی تہذیب تو خیر اس وقت شرم سے منہ چھپائے رو رہی تھی۔ خانصاحب کو اپنے فریق کے اس دن کے کارنامے پر فخر نہیں کرنا چاہیئے بلکہ شرم و ندامت سے سر جھکا لینا چاہیئے"۔

(ایضاً ص۷ سطر ۶)

(۹) "خانصاحب نے زمانہ حاضرہ کے فن خطابت کی انتہائی شدت کا مظاہرہ کیا ہے اور سچ اور جھوٹ کے پرکھنے کے تمام معیاروں کو ٹھکرا دیا ہے اور اپنے دلآویز فن سے اپنے ایک صریح غلط موقف کو محض زور قلم سے صحیح ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے"۔

(ایضاً ص۷)

(۱۰) "اس تحریر کو سنے دیکھ کر خانصاحب (محمد یعقوب خان صاحب) یہ سوچتے ہیں کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دنیا کو یہ سکھانا ہے کہ صریح بدعہدی کرتے ہوئے بھی انسان یہ اعلان کر سکتا ہے کہ ہم عہد کے بڑے پابند ہیں۔ وہ بیچارا صرف اسی فن کی ترقی شدہ ملکوں یا پستیوں پر ہے جس کی مشق خانصاحب ہمارے مظلوم اخبار پیغام صلح میں کر رہے ہیں"۔

(ایضاً ص۸)

(۱۱) آپ (محمد یعقوب خان صاحب۔ خادم) اخلاقی طور پر اور ذہنی طور پر بیمار ہو چکے ہیں"۔ (ایضاً ص۸)

(۱۲) "وہ (مولانا یعقوب خان صاحب۔ خادم) حضرت امیر مرحوم کے دل سے اسی طرح بیزار تھے۔ جس طرح آج وہ زبان سے مولوی صدر دین صاحب کے بیزار ہیں۔ خانصاحب نے کبھی کبھی کسی کو معاف نہیں کیا۔ اور مولوی صدر دین صاحب بھی اس معاملہ میں ان سے کم نہیں یہ دونوں بزرگ ایک دوسرے کو کبھی معاف نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہی اکٹھے دیر تک مل کر کام کر سکتے ہیں۔ جس کشتی کے یہ دونوں ملاح ہوں گے۔ اس کی سلامتی ذرا مخدوش ہی ہے"۔

(حضرت امیر رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ایک نئی نام نہاد مجلس معتمدین کا ظہور ص۴)

(۱۳) "مولانا محمد یعقوب خانصاحب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کے متعلق صرف اس قدر عرض کرنا ہے کہ انہیں میاں محمد صاحب سے کد تھی۔ جس کا انتقام انہوں نے جماعت کو دو ٹکڑے کر کے لے لیا۔ اب وہ انتقام پورا ہو گیا ہے۔ اب انہیں چاہیئے کہ پوری ذمہ داری سے موجودہ حالات کے پس منظر اور پیش منظر کو دیکھیں اور ضد چھوڑ دیں"۔ (ایضاً ص۶ سطر ۲)

(باقی)

قائدین مجلس خدام الاحمدیہ بہاولپور ڈویژن متوجہ ہوں

مرکز کے پروگرام کے مطابق ہم انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب بہاولپور ڈویژن کا دورہ کرنے والے ہیں۔ لہذا جن مجالس نے ابھی تک اپنے سال رواں کے چندے کا بجٹ تیار کر کے مرکز میں نہیں بھجوایا۔ وہ ہماری آمد سے پہلے بجٹ بنا کر مرکز میں بھجوا دیں۔ یاد رہے کہ خدام الاحمدیہ کے چندہ عام کی شرح ماہوار آمدنی پر ایک پائی فی روپیہ ہے۔

خاکسار۔ منصور احمد ظفر معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بہاولپور ڈویژن

از مسجد احمدیہ ڈیرہ نواز خان

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء کے موقعہ سیر روحانی کے موضوع پر حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم کے حقائق و معارف سے لبریز تقریر فرمائی۔ جسے سن کر سامعین میں وجد کی حالت پیدا ہو جاتی اور بار بار اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ اسلام زندہ باد۔ حضرت فضل عمر زندہ باد کے نعرہ لگائے جس سے ساری فضا گونج اٹھتی۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی اس تقریر کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

اللہ تعالےٰ نے اس باغ کی نگہبانی تمہارے سپرد کی ہے اس کی دل و جان سے حفاظت کرو۔ اس پر خواہ کتنے ہی حملے ہوں۔ تم سینہ سپر ہو کر کھڑے رہو اور یہ عہد کر لو کہ خواہ کچھ ہو ہم نے اس باغ کو اجڑنے نہیں دینا۔ ساتھ ہی دعائیں بھی کرو کہ اللہ تعالےٰ تمہیں اپنے اس عہد کے نبھانے کی توفیق دے۔ آمین

تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا:۔

پہلوں نے موسیٰ کا باغ مسیح کے سپرد کر دیا۔ خدا وہ دن نہ لائے کہ تم بھی ایسا ہی کرو۔ خدا کرے کہ تم نہ صرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے باغ کی حفاظت کرو بلکہ مسیح کے باغ کو بھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دو۔ اور کبھی کوئی خبیث تمہارے دلوں میں یہ وسوسہ نہ ڈال سکے کہ تم نعوذ باللہ مسیح موعودؑ کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر پیش کرو بلکہ خدا کرے کہ ہمیشہ ہی تم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام اور شاگرد ہی سمجھتے رہو۔ اور اس ایمان و یقین پر قائم رہو کہ مسیح موعود علیہ السلام کو جو کچھ ملا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور غلامی کے طفیل ملا

بیرونی ممالک کے مبلغین کی طرف سے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جو پیغامات حضور کی خدمت میں پیش ہوئے وہ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے پڑھ کر سنائے۔ تو حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

اللہ تعالےٰ نے کس طرح اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باغ کے اس پودہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ مغرب سے مشرق تک اور شمال سے جنوب تک دنیا کے کونے کونے میں لگا دیا ہے۔

بحیرہ منجمد شمالی سے لے کر بحیرہ منجمد جنوبی تک دنیا کے قریباً ہر حصہ میں احمدیت کے نام لیوا موجود ہیں۔ امریکہ۔ سکینڈے نیویا۔ ہالینڈ۔ جرمنی۔ سوئٹزرلینڈ۔ سپین۔ انگلستان۔ شام۔ عراق۔ ملایا۔ سنگاپور۔ انڈونیشیا۔ سیلون۔ بورنیو۔ شمالی افریقہ۔ مغربی افریقہ اور ماریشس غرض دنیا کے ہر علاقہ اور ہر گوشہ میں آج احمدی موجود ہیں۔ جو اسلام کی خدمت کر رہے ہیں اور دینی تبلیغ سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے والے پیدا کر رہے ہیں۔

ہمیں کافر کہنے والے بتائیں تو سہی کہ آخر گذشتہ تیرہ سو سال میں انہیں کیوں اس خدمت کی توفیق نہ ملی۔ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اسلام کی یہ خدمت ہی کفر ہے تو ہم اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ہمیشہ اس کفر پر قائم رکھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی کیا خوب فرمایا ہے کہ ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم — گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

دراصل اسلام کی تبلیغ کرنا اور اس کے دین کے لئے قربانی کی روح پیدا کرنا اللہ تعالےٰ کا ہی کام ہے اور اس کے فضل سے ہی ہو سکتا ہے اور یہ فضل آج اس نے ہمیں ہی عطا فرمایا ہوا ہے۔

اختتامی دعا میں دوست ان مبلغین کو خصوصیت سے یاد رکھیں جو تبلیغ کے لئے باہر گئے ہوئے ہیں۔ دراصل وہ آپ لوگوں کا ہی کام کر رہے ہیں

آپ صرف مالی قربانی کرتے ہیں

لیکن وہ مالی قربانی کے ساتھ ساتھ اپنے وطن۔ بیوی۔ بچوں اور دیگر عزیزوں کی جدائی بھی برداشت کرتے ہیں۔ نہایت تنگ گذارہ میں بسر اوقات کرتے ہیں۔ فاقے برداشت کرتے ہیں۔ تکلیفیں اٹھاتے ہیں اور رات دن ایک ہی دھن میں مگن رہتے ہیں اور وہ یہ کہ کسی طرح دنیا کلمہ پڑھنے لگ جائے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں داخل ہو جائے۔ پس ان کا خصوصی حق ہے کہ جماعت ان کے لئے دعائیں کرے کہ اللہ تعالےٰ ان کی زبان میں۔ ان کی تحریر میں۔ ان کے حوصلوں میں اور ان کی تبلیغ میں برکت دے تاکہ لاکھوں لاکھ انسان ان کے ذریعہ اسلام میں داخل ہوں

پھر میرے لئے بھی دعا کرو کہ اللہ تعالےٰ مجھے اسلام کی خدمت کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔ اور قرآن کریم کی تفسیر اور ترجمہ کے کام کو مکمل کر سکوں۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین

اگر آپ نے اب تک اس تبلیغی جہاد میں شمولیت اختیار نہیں کی تو آپ یہ ارشاد پڑھ کر ابھی وعدہ لکھ کر ارسال فرمائیں۔ مگر وعدہ بھی اپنی مالی حیثیت کے مطابق ہو۔ نیز اگر آپ اس تبلیغ کے جہاد میں حصہ لے رہے ہیں اور ابھی تک ادا نہیں کیا تو آپ ابھی سے کوشش فرمائیں۔ کہ ۳۱ مئی تک سو فیصدی ادا کر سکیں۔

وکیل المال تحریک جدید

شرح القصیدۃ العربیہ

(از مکرم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قصیدہ عربی ع "یا عین فیض اللّٰہ والعرفان" کی شرح جو محترم مولانا جلال الدین صاحب شمسؔ نے فرمائی ہے اس کے متعلق بہت سے فاضل احباب و اصحاب نے اپنی اپنی آراء سے تعریف کر کے اس کی افادی کی حیثیت دکھائی ہے میں بھی اپنے علم و فہم کے مطابق اس تالیف منیف کے بارے میں کچھ لکھنا چاہتا تھا مگر بیماری کے پیہم حملوں نے روکے رکھا۔

میں احباب کرام کو اس طرف توجہ [illegible] چاہتا ہوں کہ آپ اس شرح کو صرف اس نقطۂ خیال سے نہ دیکھیں کہ اس میں عربی لغات سے مشکل الفاظ کے معنے بتا کر اردو ترجمہ کر دیا ہے یا جو کچھ حضور علیہ السلام نے اپنے شوق و ذوق اور حضرت سید الرسل کے درجہ مافوق کی نسبت ظاہر کیا ہے اس کی تصریح کر دی ہے۔ بلکہ یہ بھی دیکھیں کہ فاضل شارح نے سلسلہ احمدیہ کے متنازعہ فیہ مسائل کے متعلق جہاں بھی موقعہ پایا ہے سیر حاصل بحث کی ہے اور اسے انجام و اکمال تک پہنچا دیا ہے۔ وفات مسیح کی تحقیق۔ نزول مسیح اس کے نشانات کی تصدیق نہایت تسلی بخش طریق پر کر کے جاء الحق و زھق الباطل کا منظر دقیق دکھایا ہے چونکہ آپ بلاد عربیہ و غیر عربیہ میں اپنی عمر عزیز کا بیشتر حصہ دعوۃ و تبلیغ میں صرف کر چکے ہیں۔ اس لئے جن مختلف معترضین و سائلین سے آپ کو سابقہ پڑا اس کا ذکر بھی لامحالہ آیا ہے۔ اس طرح یہ نہ صرف یہ بتایا ہے کہ تبلیغ کامیابی سے کیونکر کی جاتی ہے بلکہ یہ بھی کہ مد مقابل اگر محض اعتراض ہی کر رہا ہو تو اسے اس کی مسلم کتب کے حوالجات سے کس طرح ساکت کیا جاتا ہے۔ حضرت خاتم النبیین علیہ صلوات من رب العٰلمین کے مقام ختمیت کے متعلق بھی جو براہین ساطعہ و دلائل قاطعہ دیئے ہیں اور جو جو معارف و حقائق اس درج عرفان میں درج کئے ہیں وہ بھی دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔

میری دلی تمنا ہے کہ ہر فرد جماعت صغیر و کبیر اس کتاب مستطاب سے نہ صرف خود مستفید ہو بلکہ اقرباء و احباب کے علاوہ اغیار تک پہنچا کر اپنے تبلیغی فرض سے سبکدوش ہو۔ کیونکہ اس میں ہر قسم کا مصالحہ موجود ہے۔ ہمارے متعلق کچھ اس قسم کا پروپیگنڈا کیا گیا ہے کہ اچھی سے اچھی بات پیش کی جائے کوئی کہہ دے یہ تو مرزائی ہے تو پھر اس میں نظر آنے لگا کہ برائی ہی برائی ہے۔ اس لئے براہ راست دعوۃ و تبلیغ کی بجائے اصلاح و ارشاد کا یہ طریقہ انسب ہے کہ

سرّ دلبراں گفتہ آید در حدیث دیگراں

پر عمل درآمد ہو۔

درخواست دعا

میرا لڑکا طاہر احمد نسیم امسال بی۔ اے کا امتحان دے رہا ہے احباب سے کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالےٰ اعلےٰ کامیابی عطا فرمائے آمین

حکیم محمد صدیق دواخانہ طب جدید۔ ربوہ

لجنات اماءاللہ فوری متوجہ ہوں

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی تقاریر جلسہ سالانہ کا امتحان ہر خواندہ عورت کیلئے لازمی ہے

اخبار الفضل مؤرخہ ۱۰ اپریل ۵۷ء میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا فرمودہ اعلان آپ نے پڑھ لیا ہوگا۔ تمام لجنات اماءاللہ کی عہدہ دار ان کو چاہیئے کہ اپنے اپنے حلقہ جات میں بار بار اعلان کر کے مستورات کو اس امتحان کے لئے تیار کریں۔ ہر عورت جو اردو لکھ اور پڑھ سکتی ہے۔ اس کو اس کا امتحان دینا چاہیئے۔ دونوں کتابیں "آسمانی نظام کی مخالفت اور اس کا پس منظر" اور "خلافت حقہ اسلامیہ" "الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ" سے مل سکتی ہیں۔ مڈل۔ میٹرک۔ ایف۔ اے اور بی۔ اے سے فارغ شدہ طالبات خاص طور پر اس امتحان کے لئے تیاری کریں۔

نام جلد از جلد بھجوائے جائیں تاکہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کئے جاسکیں۔ امتحان وسط جولائی میں ہوگا۔

مریم صدیقہ جنرل سیکرٹری لجنہ اماءاللہ مرکزیہ

بیدار مجالس خدام الاحمدیہ

ونتر پرائیویٹ سیکرٹری کی طرف سے یہ اعلان ہوا تھا کہ قائدین پندرہ دن کے اندر اندر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کتب کے امتحان میں شامل ہونے والے خدام کے نام بھجوا دیں (ہر خادم کے لئے یہ امتحان لازمی ہے) یہ مدت ۲۵ اپریل کو ختم ہوتی تھی۔ اب تک صرف ذیل کی مجالس کے قائدین کی طرف سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ باقی مجالس کے قائدین کو فوری طور پر توجہ کرنی چاہیئے

(۱) نذیر آباد (۲) کوئٹہ (۳) کیمبلپور (۴) ڈکورٹ (تھرپارکر) (۵) دھرم پورہ (۶) احمد نگر (۷) چک ۵ درکھانہ (ضلع ملتان) (۸) دانہ زید کا (سیالکوٹ) (۹) چک ۹۵ پ رحیم یار خاں (۱۰) بھاگا بھٹیاں (گوجرانوالہ) (۱۱) چک ۹۹ شمالی سرگودھا (۱۲) چک جال (جہلم) (۱۳) پشاور شہر (۱۴) کوہاٹ (۱۵) کرتو (شیخوپورہ)

مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ

درخواست دعا و اعانت

میرا لڑکا راجہ مجید احمد لفٹیننٹ مکینکل انجینئرز لنڈن سے ۲½ سال ٹریننگ کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور بزرگان سلسلہ کی دعاؤں سے بخیریت گھر پہنچ گیا ہے۔ میں تمام بزرگوں کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ نیز میری ایک لڑکی امسال ایم۔ اے کا امتحان دے رہی ہے احباب اس کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں

ضیاءاللہ پنشنر ڈسپنسر اکرم منزل۔ گجرات

مکرم ضیاءاللہ صاحب نے اپنے لڑکے کی بخیریت واپسی کی خوشی میں مبلغ پانچ روپے بطور اعانت عطا فرمائے ہیں۔ کسی مستحق کے نام خطبہ نمبر جاری کر دیا جائے گا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء (مینجر الفضل ربوہ)

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ تا اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر کو اطلاع کر سکے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ)

نمبر ۱۴۵۲۹: میں سردار بیگم زوجہ احمد الدین صاحب زرگر قوم راجپوت پیشہ دوکانداری عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۵ء ساکن کلاسوالا ڈاکخانہ خاص۔ ضلع سیالکوٹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائداد اس وقت حق مہر مبلغ ۳۲/- روپے ہے۔ اور زیور طلائی وزنی ڈیڑھ تولہ جس کی قیمت مبلغ ۱۸۰/- روپے ہے۔ کل میزان بمعہ مہر ۲۱۲/- روپے ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ نیز میرے مرنے کے وقت جو قدر میری جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔

الامۃ نشان انگوٹھا سردار بیگم موصیہ

گواہ شد احمد الدین بقلم خود خاوند موصیہ

گواہ شد۔ سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا کارکن صدر انجمن احمدیہ ربوہ۔

نمبر ۱۴۵۳۲: میں نذیر بیگم زوجہ ڈاکٹر عبد الغنی صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۴۳ سال۔ تاریخ بیعت ۱۹۳۴ء ساکن کلاسوالہ ڈاکخانہ خاص۔ ضلع سیالکوٹ صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۴/۵۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اس وقت حق مہر مبلغ ۳۲/- روپے بذمہ خاوند ہے۔ نیز زیور ڈیڑھ تولہ طلائی مبلغ ۱۸۰/- کل میزان بمع مہر ۲۱۲/- روپے ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو اس کی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی

الامۃ نشان انگوٹھا نذیر بیگم

گواہ شد۔ ڈاکٹر عبد الغنی خاوند موصیہ

گواہ شد۔ سراج دین پریذیڈنٹ کلاسوالہ بقلم خود

نمبر ۱۴۵۴۷: میں رفیق احمد ولد محمد حسین قوم بٹ پیشہ دوکانداری بعمر ۲۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۳ء ساکن موضع سیان ڈاکخانہ سیان۔ ضلع سیالکوٹ۔ صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۴/۵۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں کیونکہ میرے والد بزرگوار بفضل خدا تعالیٰ زندہ ہیں۔ میری ماہوار آمد اس وقت بذریعہ دوکانداری مبلغ ۶۰/- روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا رہوں گا۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

العبد رفیق احمد

گواہ شد: ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔ کارکن صدر انجمن احمدیہ ربوہ

گواہ شد بقلم خود غلام غوث احمدی پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ ترگہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ۔

نمبر ۱۹۵۵۰: میں سید محبوب علی شاہ ولد سید جلال الدین شاہ صاحب قوم قریشی پیشہ زمیندارہ عمر ۶۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۰ء ساکن بلانوالہ۔ ڈاکخانہ گریٹ ہارٹ۔ ضلع سیالکوٹ۔ صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۳/۵۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت اراضی چاہی رقبہ ۱۴ ایکڑ بتفصیل ذیل بلانوالہ ۱۲ ایکڑ بلا چاہ ماچھی کھوکھر ۱½ ایکڑ ۔۔۔۔ چاہی تین چک کل ۱۴ ایکڑ جو کہ مجھے عارضی مستقل الاٹ ہو چکی ہے مگر ابھی فروخت وغیرہ کا حق نہیں۔ جس کی آمد سالانہ مبلغ ۴۵۰/- ہوتی ہے۔ میں تازیست اپنی سالانہ آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ نیز میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔

العبد محبوب علی شاہ

گواہ شد: محمد حسین پریذیڈنٹ جماعت سلیم پور

گواہ شد۔ سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا کارکن صدر انجمن احمدیہ ربوہ

محترم مرزا مولا بخش رضی اللہ عنہ صاحب کی وفات

(بقیہ صفحہ اول)

پابند صوم و صلوٰۃ ہونے کے علاوہ آپ تہجد گزار بھی تھے۔ دینی غیرت اور جوش آپ کا خاص وصف تھا۔ زندگی بھر دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ آپ نے تین بیٹے اور چار بیٹیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں آپ کے دو بیٹے مرزا سمیع احمد صاحب ظفر کارکن نظارت امور عامہ اور مرزا منیر احمد صاحب کارکن دفتر مینیجر الفضل ربوہ میں سلسلہ کی خدمت بجا لا رہے ہیں۔ تیسرے بیٹے مرزا خلیل احمد صاحب لاہور میں برسرکار ہیں۔

آپ کا جنازہ مورخہ ۵ رمئی کو لاہور سے ربوہ لایا گیا۔ نماز عصر کے بعد حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جس میں جماعت احمدیہ لاہور کے بہت سے احباب کے علاوہ مقامی احباب کثیر تعداد میں شریک ہوئے بعد میں آپ کو جائداد کے حصہ آمد تصفیہ تک قبرستان عام میں امانتاً سپرد خاک کر دیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر مکرم مولوی قمر الدین صاحب نے دعا کرائی۔ احباب مرحوم کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا فرمائیں۔ نیز دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے اور ان کا دین و دنیا میں حامی و ناصر ہو۔ آمین

طوفان باد و باراں میں پانچ ہلاک دو سو مجروح

ڈھاکہ ۷ رمئی۔ کل شام پبنہ کے قریب گوچاکی یونین میں دریائے گنگا کے بائیں کنارے پر شدید طوفان باد و باراں سے پانچ اشخاص ہلاک اور دو سو سے زیادہ مجروح ہو گئے۔ اطلاع ملی ہے کہ چار دیہات طوفان سے بری طرح متاثر ہوئے یہاں آٹھ سو مکانات منہدم ہوئے اور متعدد اشخاص بے خانماں ہو گئے۔ تقریباً ایک سو زخمی مردوں عورتوں اور بچوں کو ابتدائی طبی امداد مہیا کی گئی۔ اور باقی زخمیوں کو ہسپتال میں داخل کر دیا گیا۔ صوبائی حکومت نے طوفان سے متاثرہ آبادی کی امداد کے فوری انتظامات کئے ہیں۔

اوقات روانگی دی یونائیٹڈ ٹرانسپورٹس سرگودھا

نمبر سروس	پہلی سروس	دوسری سروس	تیسری سروس	چوتھی سروس	پانچویں سروس	چھٹی سروس	ساتویں سروس	آٹھویں سروس	نویں سروس	دسویں سروس
از سرگودھا براستہ لاہور	۳½	۴½	۵½	۶½	۷½	۸¾	۱۰	۱۱½	۱۳	۱۴½
از لاہور براستہ سرگودھا	۳½	۵	۶½	۸	۸½	۱۰½	۱۲	۱۳½	۱۵	۱۶½
از گوجرانوالہ براستہ سرگودھا	۵¾	۱۰½	۱۵¼	نوٹ:۔ لاہور سرگودھا کے درمیان پانچ گھنٹے اور سرگودھا گوجرانوالہ کے درمیان سوا چار گھنٹے کا سفر ہے (رجسٹرڈ یونین)						
از سرگودھا براستہ گوجرانوالہ	۵¾	۱۰½	۱۵¼							

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۰